قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 10 جولائی 2021ء | 29 ذوالقعدہ 1442ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:163

ارشاد باری تعالیٰ

وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧٢﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٣﴾

(الصافات : 72-73)

ترجمہ: اور یقیناً ان سے قبل پہلی قوموں میں سے بھی اکثر گمراہ ہو چکے تھے۔ جبکہ یقیناً ہم ان میں ڈرانے والے بھیج چکے تھے۔

فرمان خلیفہ وقت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی معہود کو حکم اور عدل بنا کر بھیجا ہے۔ وہ حکم اور عدل جس نے اسلام کی حقیقی تعلیم کی روشنی میں تمام مسلمانوں کو امّتِ واحدہ بنانا تھا۔ جس نے مختلف مسالک اور فرقوں کی غلط تشریحات اور فروعی اختلافات کو دور کر کے امّتِ واحدہ بنانا تھا۔ جس نے مسلمانوں کو ایک وحدت عطا کرنی تھی۔ پس آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہر فرقے میں سے وہ لوگ جنہوں نے سنجیدگی سے غور کیا، اسلام کے مختلف فرقوں کے اختلافات کے درد کو محسوس کیا انہوں نے علم، عقل اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شمولیت اختیار کی اور لاکھوں کی تعداد میں ہر سال یہ شامل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پس جماعتِ احمدیہ کسی فرقے یا مسلک کے فرق یا اختلافِ نظریات اور تشریح و تفسیر پر قائم ہونے والی جماعت نہیں ہے بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ذریعے قائم ہونے والی جماعت ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر انہی اختلافات کو جو شیعہ، سنی کے درمیان ہیں یا کسی فرقے اور مسلک کے درمیان ہیں ختم کر کے امتِ واحدہ بننا ہے۔ مسلمانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے آگاہ کر کے ہم نے امتِ واحدہ بنانا ہے۔ اس کام کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے۔ اسی کام کے لیے آپؑ نے جماعت کا قیام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا اور اس کام کے کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا کہ ''سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو عَلٰی دِیْنٍ وَّاحِدٍ۔''

(تذکرہ صفحہ 490 ایڈیشن چہارم)

پس یہ کام جو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے سپرد فرمایا ہے یہی کام

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- آؤ اپنے عہد کے مامور کی باتیں کریں (منظوم)
- خود احتسابی
- ابنِ بطوطہ
- مطالعہ کتب (ایک مفید صحبت)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهٗ أَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابن مریم ضرور بالضرور حکم عدل بن کے تشریف لائیں گے اور لازماً وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے اور اس قدر مالی فیضان کریں گے کہ کوئی لینے والا نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نُزُوْلِ عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

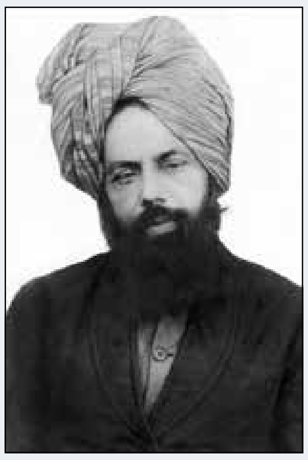

امام الزمان، حکم و عدل مَیں ہوں

ایسے وقت میں مَیں ظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیحؑ کے نزول کے بارے میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں بھی اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کی حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا۔ اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ اور کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حَکَمْ کو چاہتے تھے۔ سو وہ حَکَمْ میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔ میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیّت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں۔ اور میں جیسا کہ اور اختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے حَکَمْ ہوں ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی حَکَمْ ہوں۔ اور میں امام مالکؒ اور ابن حزمؒ اور معتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارے میں صحیح قرار دیتا ہوں اور دوسرے اہلسنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔ سو میں بحیثیت حَکَمْ ہونے کے ان جھگڑا کرنیوالوں میں یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہلسنت کا سچا ہے کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا ہاں نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔ نزول صفت بروزی تھا نہ کہ حقیقی۔ اور مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ اور امام مالک اور ابن حزم وغیرہ ہمکلام ان کے سچے ہیں کیونکہ بموجب نص صریح آیت کریمہ یعنی آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔ یہ میری طرف سے بطور حَکَمْ کے فیصلہ ہے۔ اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اس کو قبول نہیں کرتا جس نے مجھے حَکَمْ مقرر فرمایا ہے۔

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 495 تا 496)

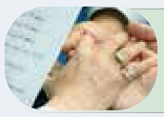

دربارِ خلافت

دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہوسکتی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ دنیا جمع نہیں ہوسکتی۔ ہاں خدمتگار کے طور پر بیشک ہوسکتی ہے۔ لیکن بطور شریک کے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ جس کا تعلق صافی اللہ تعالیٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پھرے۔ اللہ تعالیٰ تو اس کی اولاد پر بھی رحم کرتا ہے۔ جب یہ حالت ہے تو پھر کیوں ایسی شرطیں لگا کر ضدّیں جمع کرتے ہیں۔ ہماری جماعت میں وہی شریک سمجھنے چاہئیں جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہیں۔ جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو طاقت دے دیتا ہے۔ صحابہ کی حالت کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو پاک صاف کر دیا۔ حضرت عمر کو دیکھو کہ آخر وہ اسلام میں آکر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمیں کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت میں وہ کون سے لوگ ہیں جن کے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشوونما پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ اگر ایسے لوگ نہ ہوں جن کے قویٰ نشوونما پاکر ایک جماعت قائم کرنے والے ہوں تو پھر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے۔ مگر یہ خوب یاد رکھو کہ جس جماعت کا قدم خدا کے لیے نہیں اس سے کیا فائدہ؟ خدا کے لیے قدم رکھنا امر سہل بھی ہے جبکہ خدا تعالیٰ اس پر راضی ہو جاوے اور روح القدس سے اس کی تائید کرے۔ یہ باتیں پیدا نہیں ہوتی ہیں۔ جبتک اپنے نفس کی قربانی نہ کرے اور نہ اس پر عمل ہو۔ فرمایا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى۔ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور وہ جو اپنے ربّ کے مرتبے سے خائف ہوا اور اُس نے اپنے نفس کو ہوس سے روکا تو یقیناً جنت ہی اُس کا ٹھکانہ ہوگی‘‘۔

فرمایا: ’’اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے اگر ہوائے نفس کو روک دیں۔ فرمایا کہ صوفیوں نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى کہ اپنے نفس کو ہوس سے روکو، اس کے نیچے ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر4 صفحہ 320۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر فرماتے ہیں: ’’مَیں یہ سب باتیں بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گُم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت بقیہ صفحہ 4 پر

آؤ اپنے عہد کے مامور کی باتیں کریں

آؤ اپنے عہد کے مامور کی باتیں کریں
وادیٔ ایمن میں بیٹھیں طور کی باتیں کریں

اک جہاں ہے ظلمت چاہِ ضلالت میں اسیر
نار سے اس کو نکالیں نور کی باتیں کریں

ہر غلط فہمی کو ان کی دور کرنے کے لئے
مہدیٔ موعود کے منشور کی باتیں کریں

خونِ باطل کا نہ ہو اعلائے حق کی راہ میں
دار پر بھی حضرت منصور کی باتیں کریں

وہ جو تھا دستورِ دیں خیر القروں کے دور میں
عہدِ حاضر میں اسی دستور کی باتیں کریں

گرچہ ہے سیلِ حوادث راہزنِ تسکینِ دل
غم سے گزریں حضرت مسرور کی باتیں کریں

اک نگاہ لطف کی ہے آرزو خاکی مجھے
آپ ان سے طالبِ مہجور کی باتیں کریں

نوٹ: منصور اور مسرور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی نام ہیں۔

(عبد الرحمان خاکی مرحوم)

(ماہنامہ خالد جنوری ۱۹۹۵ء)

آج کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلَيْنَا بَرَكَاتِ مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

(مکتوبات احمد یہ جلد 1 صفحہ 50)

ترجمہ: اے اللہ! محمد ﷺ کی امت کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! محمد ﷺ کی امت پر رحم کر۔ اے اللہ! ہم پر محمد ﷺ کی برکات نازل فرما اور محمد ﷺ پر رحمتیں اور برکتیں اور سلام بھیج۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی امت محمدیہ ﷺ کی اصلاح کے لئے دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’عمومی طور پر مسلم امہ کے لیے بھی دعا کریں۔ جس طرف یہ چل پڑی ہے اور جو زمانے کے امام کا انکار کر کے اپنی دنیا و عاقبت خراب کر رہی ہے اس سے اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھے۔ انسانیت کے لیے مجموعی طور پر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی صحیح رستے پر چلائے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کی توفیق دے۔ بہرحال ہمارا کام ہے دعائیں کرنا اور دعائیں کرتے چلے جانا۔ رمضان میں بھی اور رمضان کے بعد بھی۔ سب کو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 7/ مئی 2021ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

خود احتسابی

ہمارے ایشیائی معاشرے کی ستم ظریفی اور بدقسمتی ہے کہ ہم اپنے اعمال اور فکر پر دھیان دینے کی بجائے اپنے ماحول میں بسے عزیز و اقارب اور دوستوں کے اعمال اور ان کی سوچ پر دھیان دیتے ،ان پر نقطہ چینی کرتے اور غیبت اور چغلی کرتے ہیں اور بعض اوقات دن کا اکثر حصہ اس پر گزر جاتا ہے۔ اس کے کئی ایک نقصان ہوتے ہیں۔

1۔ غیبت اور چغلی کا گناہ تو ملتا ہی ہے یہ ایک نقصان ہے۔

2۔ ایک نقصان یہ ہے کہ معاشرے کی اصلاح احوال کی بجائے لوگوں میں ایک دوسرے کے خلاف بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ جو بھائی چارہ اور اخوّت پر حملہ آور ہوتی ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے آپ کو متقی نہ کہو یا نہ سمجھو اور یوں اپنی اصلاح کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں ۔

خود احتسابی (Self Accountability) کی مذہبی دنیا میں بہت اہمیت ہے۔قرآن کریم میں مختلف اچھوتے انداز میں احتساب کی اہمیت اور خود احتسابی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ احادیث میں بھی آنحضور ﷺ نے نہ صرف اس اہم موضوع کی طرف توجہ دلائی بلکہ آپ ﷺ رات کو بستر پر جانے سے پہلے سارے دن کے کردنی اور ناکردنی کا جائزہ لیا کرتے تھے اور نیکی کے کام رہ جاتے ان کا عزم صمیم کیا کرتے تھے ۔ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات، خطابات اور تقاریر میں جائزہ لیتے رہنے کا اکثر ذکر فرما کر دوستوں کو محاسبہ اور خود احتسابی کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ محاسبہ دراصل کہتے ہیں اپنے آپ سے سوال کرنے، اپنے آپ سے پوچھ گچھ کرنے، اپنی پرسش کرنے کو۔ بلکہ لغات میں اس کے معنی اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالنے کے بھی ہیں۔ جو لوگ اپنے آپ کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے لئے سختی میں ڈالتے، مشکلات برداشت کرتے ہیں وہی کامیاب و کامران ٹھہرتے ہیں۔لغت میں ’’محاسبہ‘‘ لفظ کے تحت حساب طلب کرنا اور حساب لینے کے معنی بھی ہیں اور ان معنوں کا سب سے پہلے اطلاق انسان کے اپنے نفس پر ہوتا ہے۔نفس کو کنٹرول کرکے رکھنا ہی خود احتسابی کا دوسرا نام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامان دمار

آج اس آرٹیکل میں خود احتسابی کو قرآن کریم کے حوالے سے قارئین کے لئے بیان کیا جارہا ہے۔

سب سے پہلے اپنے مضمون کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے نفس کے حوالے سے سورۃ البقرہ کی آیت 285 پیش ہے :

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۵﴾

یہی آیت احتساب کے حوالے سے بنیادی آیت ہے۔ اور ہم اپنی نمازوں اور عبادات میں اس آیت کو اگلی دو دعائیہ آیات کے ساتھ ملا کر پڑھتے ہیں۔ اور ان تینوں آیتوں میں احتساب کا مضمون بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ آیت نمبر 285 میں فرماتا ہے:

’’اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور خواہ تم اسے ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپاؤ اللہ اس کے بارہ میں تمہارا محاسبہ کرے گا۔ پس جسے وہ چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔‘‘

اور آیت نمبر 287 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور اس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے (بدی کا) اکتساب کیا۔ اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔

اور آخر پر یہ دعا مانگی گئی ہے ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔

یہ تمام مفہوم اپنے جائزہ لینے، محاسبہ کرنے کا ہی ہے یا اس مضمون کی وضاحت ہے۔ یہ مضمون اس وقت زیادہ اُجاگر ہوتا ہے جب ہم سورۃ البقرہ کی ان دو آخری آیات کو سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات کے سانچے میں ڈال کر دیکھیں اور ان آیات کو اس کی اہمیت و افادیت کے مدنظر رکھ کر پڑھیں تو احتساب کا مضمون دوبالا ہوجاتا ہے ۔آنحضور ﷺ نے فرمایا:

’’ان آیات کو یاد کرو اور اپنے اہل و عیال کو یاد کراؤ کیونکہ یہ صلوٰۃ، قرآن اور دعا پر مشتمل ہیں۔‘‘

(الدرّ منثور لسیوطی جلد 1 صفحہ 378)

حضرت ابومسعودؓ بیان کرتے ہیں:

’’سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ کر سونے والے کے لئے بہت کافی ہیں۔ نیز عرش کے اُس خزانہ میں سے ہیں جو آج تک آنحضرت ﷺ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔‘‘

(تفسیر طبری جزو 3 صفحہ 434)

پھر اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۔

(بنی اسرائیل: 14)

ترجمہ: اور ہر انسان کا اعمال نامہ ہم نے اُس کی گردن سے چمٹا دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے لئے اُسے ایک ایسی کتاب کی صورت میں نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ ہر انسان کی گردن میں اس کے اعمال نامہ کا رجسٹر لٹک رہا ہے۔ جس پر روزانہ کی بنیاد پر اس کے اعمال کا اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اس کو نظر نہیں آتا مگر آخری روز کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اور اس کی جزا و سزا کا فیصلہ ہوگا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس آیت کے تحت تحریر فرمایا ہے:

’’گردن میں عمل باندھنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ وہ اس کی جزاء سے بچ نہیں سکتا۔۔۔طائر کے معنیٰ عمل کے بھی ہوتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر سورۃ بنی اسرائیل آیت 14)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے تحت نوٹ میں تحریر فرمایا:

’’یہاں طَآئِر سے۔۔۔ اس کا اعمال نامہ مراد ہے جو ظاہری شکل میں لٹکا ہوا نہیں ہوتا مگر قیامت کے دن اُسے ظاہر کر دیا جائے گا۔ یہ ایسا ہی محاورہ ہے جیسے اردو میں کہا جاتا ہے کہ گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تم کیسے ہو۔‘‘

پھر اسی آیت کے مابعد آیت 15 میں اللہ تعالیٰ نے بہت واضح الفاظ میں احتساب کے مضمون کو یوں بیان کیا ہے:

’’اپنی کتاب پڑھ! آج کے دن تیرا نفس تیرا حساب لینے کے لئے کافی ہے۔‘‘

اسی سورت کی آیت 72 میں بھی احتساب کا مضمون بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’وہ دن یاد کرو جب ہم ہر قوم کو اس کے امام کے حوالے سے بلائیں گے اور جن کا اعمال نامہ ان کے بِیَمِیْنِہٖ یعنی دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تو یہی وہ لوگ ہوں گے جو اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے۔‘‘

سورۃ الحاقہ آیت 20 اور سورۃ الانشقاق میں بھی ایسی کتاب یعنی اعمال نامہ کا ذکر ہے۔ جو دائیں ہاتھ سے دیا جائے گا تو وہ کامیاب ہوں گے جبکہ اس کے بالمقابل سورۃ الحاقۃ آیت 26 میں بِشِمَالِہٖ یعنی

بائیں ہاتھ اور سورۃ الانشقاق آیت 11 میں وَرَآءَ ظَهْرِهٖ یعنی پیچھے سے اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ سزا کے لئے تیار رہے۔

اس اہم مضمون کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنوں کو اس زندگی میں بار بار سیدھے راستہ پر رکھنے کے لئے مخاطب فرمایا ہے۔ اور تین مقامات پر اعمال نامہ کو مَوَازِيْنُهٗ کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ جیسے المؤمنون آیت 103 میں ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ کہہ کر فرمایا جس کے اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے اور آیت 104 میں خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فرما کر لوگوں کو متنبہ فرمایا کہ جن کے اعمال کے پلڑے ہلکے ہوئے تو یہی لوگ اپنے آپ کو نقصان پہنچائیں گے اور جہنم رسید ہوں گے۔

اور یہ مضمون بیان کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ نے آیت 102 میں فرمایا کہ جب بگل میں پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے درمیان کوئی رشتے اور قرابتیں (اَنْسَاب) نہیں رہیں گی وہ ایک دوسرے سے کوئی سوال نہیں کریں گے۔

یہی مضمون مَوَازِيْنُهٗ کے الفاظ کے ساتھ سورۃ القارعہ آیت 7 اور 9 میں بیان ہوا ہے۔

آئیں اب سورۃ الکھف کے آخری رکوع میں بیان مضمون کو دیکھتے ہیں جس کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ دجال کے شر سے بچنے کے لئے ان آیات کو پڑھنا چاہئے۔ ان میں کفار کے بد اعمال کا ذکر کر کے بیان فرمایا گیا ہے:

فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔ (سورۃ الکھف106)

کہ ان کے اعمال ضائع ہوں گے اور قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہ ہوگا اور مومنوں کو اعمال صالحہ بجالانے کی تلقین کی گئی ہے گویا اب کِتَاب، مَوَازِيْنُهٗ لکھنے کی جگہ اَعْمَال کا لفظ براہ راست استعمال فرمایا ہے۔

اب آخر پر سورۃ المؤمنون میں بیان مضمون کی طرف واپس آتے ہوئے یہ لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مضمون کو ایک بار پھر کِتَاب اور ذِکْر کے الفاظ سے باندھتے ہوئے اپنی زندگیوں کو سنوارنے اور جہنم کی آگ سے دور رہنے کی تلقین فرماتا ہے۔ آیت 63 میں فرمایا ہم کسی جان کے ذمہ کوئی کام نہیں لگاتے مگر اس کی طاقت کے مطابق اور ہمارے پاس ایک اعمال نامہ (کِتَاب) ہے جو سچی سچی بات کہتا ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

اور آیت 72 میں بیان فرمایا ''حقیقت یہ ہے کہ ہم انہیں کا ذِکْر (اعمال نامہ) ان کے پاس لائے ہیں اور وہ اپنے ہی ذِکْر سے منہ پھیر رہے ہیں۔''

انسان زندگی میں اچھے اعمال بجالائے تو مرنے کے بعد ذکر خیر ہوتا ہے اور بُرے اعمال کئے ہوں تو اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے پر لازم کر لینا چاہئے کہ ہم زندگی میں اچھے اور نیک اعمال کا ایسا مائدہ تیار کریں گے۔ جو اُخروی زندگی میں کام آئے گا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح ہم اپنی اولاد کے لئے بنک بیلنس جمع کرتے ہیں۔ ہمارے صحابہؓ رسولؐ نے احکام خداوندی کی فہرستیں تیار کر رکھی تھیں تا قرآن میں بیان ہر حکم پر عمل ہو سکے۔ ایک صحابی جو سوائے ایک حکم کے تمام احکام خداوندی پر عمل کر چکے تھے۔ اس اکیلے حکم کہ ''جب تمہیں کہا جائے کہ چلے جاؤ تم چلے جایا کرو'' پر عمل کرنے کے لیے مدینہ کی گلی محلوں میں نکلے اور ایک ایک گھر کا دروازہ صرف اور صرف اس غرض سے کھٹکھٹایا کہ اندر سے آواز آئے کہ چلے جاؤ۔ (میں اس وقت ملنا نہیں چاہتا) تو میں چلا آؤں گا تو رسول خدا کی تربیت کی وجہ سے یہ صحابی ایک حکم پر عمل کرنے سے محروم رہے کیونکہ مدینہ کے تمام صحابہ کی تربیت ایسے رنگ میں ہو چکی تھی کہ آپ کے پاس کوئی آئے تو اسے پیار و محبت سے ملو۔

یہی روش اور کیفیت آج کے مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیح و مہدیؑ کے ماننے والوں کی ہے۔ آپؑ کے صحابہؓ نے بھی اصحاب رسولؐ کی اقتداء میں ایسی فہرستیں بنا رکھی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے ان جیسے نیکی کے کاموں کو ''کرنہ کر'' کی صورت میں کتابی شکل دے رکھی ہے۔ ''سات سو احکام خداوندی'' کے نام سے جامع کتاب بھی ''الاسلام'' https://alisl.am/u194 میں موجود ہے جن کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے، وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19صفحہ 26)

(ابو سعید)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

آپؑ کے بعد خلافت سے جڑ کر، اس کی بیعت میں آ کر آپؑ کی قائم کردہ جماعت کا ہے اور یہی ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ ایک سو تیس سال سے کر رہے ہیں یا جب سے خلافت کا نظام شروع ہوا تو ایک سو بارہ سال سے کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کام کیا۔ اور نہ صرف مسلمانوں کو قرآن کریم، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح احادیث زمانے کے امام اور حَکم اور عدل کی عارفانہ تشریح کی روشنی میں بتا رہے ہیں بلکہ غیر مسلموں کو بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم بتا کر انہیں دائرۂ اسلام میں شامل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس مسیح موعود اور حَکم و عدل کی جماعت اختلافات ختم کرنے کے لیے قائم ہوئی ہے اور باوجود مخالفتوں، مقدموں، سختیوں اور گالیوں کے ہماری طرف سے ہر ایک کو امن اور سلامتی اور دعا کا ہی پیغام ہوتا ہے۔ یقیناً ہم نے حق کو پھیلانے اور حق بات کہنے سے نہیں رکنا اور اس کے لیے قربانیاں بھی دے رہے ہیں۔ لڑائی اور گالم گلوچ نہ ہماری طرف سے پہلے کبھی ہوئی نہ ہو گی۔ الٰہی جماعتوں کی مخالفتیں بھی ہوتی ہیں اور ان کو ظلم بھی سہنے پڑتے ہیں لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا فرماتا ہے۔ ہم دعا بھی کرتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کوشش بھی کرتے رہیں گے کہ زمانے کے امام کے پیغام کو ہر مذہب اور ہر ملک کے لوگوں میں پھیلاتے رہیں لیکن عامۃ المسلمین اور سنجیدہ طبع اور حق کے متلاشی اور فتنہ و فساد ختم کرنے کی خواہش رکھنے والے صاحب علم اور عقل لوگوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ اس بات پر غور کریں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 2020ء۔ بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی، اُسے دوبارہ قائم کرے۔ عام طور پر تکبر دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ علماء اپنے علم کی شیخی اور تکبر میں گرفتار ہیں۔ فقراء کو دیکھو تو ان کی بھی حالت اَور ہی قسم کی ہو رہی ہے۔ اُن کو اصلاح نفس سے کوئی کام ہی نہیں رہا۔ اُن کی غرض و غایت صرف جسم تک محدود ہے۔ اس لیے اُن کے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کچھ اَور ہی قسم کی ہیں جیسے ذکرِ ارّہ وغیرہ۔ جن کا چشمہ نبوت سے پتہ نہیں چلتا''۔ ایسی ایسی ریاضتیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوتیں، پتہ نہیں چلتا۔ فرمایا ''میں دیکھتا ہوں کہ دل کو پاک کرنے کی طرف ان کی توجہ ہی نہیں۔ صرف جسم ہی جسم باقی رہا ہوا ہے جس میں روحانیت کا کوئی نام و نشان نہیں۔ یہ مجاہدے دل کو پاک نہیں کر سکتے اور نہ کوئی حقیقی نور معرفت کا بخش سکتے ہیں۔ پس یہ زمانہ اب بالکل خالی ہے۔ نبوی طریق جیسا کہ کرنے کا تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور اس کو بھلا دیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ عہد نبوت پھر آجاوے اور تقویٰ اور طہارت پھر قائم ہو اور اس کو اُس نے اِس جماعت کے ذریعہ چاہا ہے''۔ فرمایا ''پس فرض ہے کہ حقیقی اصلاح کی طرف تم توجہ کرو اسی طرح پر جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کا طریق بتایا ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر4 صفحہ213تا214 ایڈیشن 2003ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق اپنی زندگیاں ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آنے والے اُس انقلاب اور تغیر کا حصہ بن سکیں جو اب آپ کے ذریعہ مقدر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(خطبہ جمعہ 23/ ستمبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ظہیر احمد طاہر نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی

ابنِ بَطوطہ

مشہور عالم سیاح اور مورخ ابنِ بَطوطہ قرونِ وسطی کے عالمی تاریخی شہرت کے حامل مسلمان سیاح تھے۔ ابنِ بَطوطہ کا مکمل نام ابوعبداللہ محمد ابن بطوطہ ہے ۔’ابن بطوطہ‘ اُن کا خاندانی لقب تھا۔ ابن بطوطہ 24/جنوری 1304ء عیسوی میں مراکش کے شہر طنجہ (Tangiers) میں پیدا ہوئے اور 1368ء میں مراکش ہی میں اُن کی وفات ہوئی۔ان کا خاندان اس وقت بھی مراکش میں موجود ہے۔ مراکش شمالی افریقہ کا ایک ملک ہے جس کی ساحلی پٹی بحراوقیانوس کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔اس کے شمال میں اسپین سے ملتی بحری سرحد ہے۔ آپ ایک علمی گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ان کا خاندان محکمہ قضاء سے متعلق تھا۔ مقامی علاقے کے قاضیوں کی اکثریت ابن بطوطہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ ابن بطوطہ نے بچپن اور آغاز شباب میں اسلامی فقہ و قضاء، ادب، تاریخ اور جغرافیہ کی تعلیم حاصل کی۔

آپ نے 21 سال کی عمر میں پہلا حج کیا ۔ اس سفر کے بعد ان کے اندر سیاحت کا شوق پیدا ہوا۔ابن بطوطہ نے ایسے وقت میں اپنے سفر کا آغاز کیا جب نہ ریل تھی، نہ موٹر، نہ طیارے اور نہ ہی موجودہ زمانے کی سفری سہولتیں میسر تھیں۔ اُس زمانے میں سمندر کا سفر جان جوکھوں کا کام تھا۔اکیس بائیس برس کا ایک منچلا نوجوان رخت سفر باندھ کر اپنے ذوق سیاحت کو تسکین پہنچانے کے لئے عازمِ سفر ہوا اور برابر 28 سال تک سمندر کی لہروں سے لڑتا، ہولناک ریگستانوں سے گزرتا، پُرشور دریاؤں کو کھنگالتا، چھوٹے بڑے پہاڑوں پر چڑھتا، جنگلوں، بیابانوں اور برفستانوں کو قطع کرتے ہوئے، ایک کے بعد ایک منزل طے کرتا رہا۔ یہ سفر کبھی قافلوں کی شکل میں اور کبھی تنہا طے ہوا۔ اپنے 28سالہ سفر کے اختتام پر ابن بطوطہ نے ایک مایہ ناز سفرنامہ ”رحلہ“ (جس کا مکمل نام: رحلۃ ابن بطوطۃ،المُسَمّاۃ تحفۃ النظارفی غرائب الامصاروعجائب الاسفارہے)تصنیف کیا۔اس کتاب میں انہوں نے اپنے 75ہزار میل طویل سفر کی رُوداد نقل کی ہے۔اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی کوئی ترقی یافتہ زبان ایسی نہیں جس میں اس کتاب کا ترجمہ نہ ہوا ہو۔مشرق اور ایشیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں اس سیاح کے قدم نہ پہنچے ہوں۔انہوں نے سرزمین مغرب کے بعض مقامات کی بھی سیاحت کی اور پھر اپنے تاثرات و مشاہداتِ سفر، پوری سچائی، بے باکی اور جرأت کے ساتھ قلم بند کر دیئے۔

ابن بطوطہ اپنے سیاحتی سفر کے آغاز پر اپنے والد کے ہمراہ فریضہ حج کی ادائیگی اور زیارت روضہ رُسول ﷺ کے ارادہ سے نکلے۔ وہ کہتے ہیں کہ ماہِ رجب 725ء میں حج بیت اللہ اور زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے نکلا، نہ کوئی رفیق سفر تھا، نہ مونس اور دم ساز، یہ کٹھن گھڑی تھی لیکن میں نے زن ومرد اور احباب کی جدائی اس شوقِ سفر کے باعث گوارا کرلی،میں اپنے وطن سے اس طرح نکلا، جیسے چڑیا اپنے گھونسلے سے نکلتی ہے جب میں سفر کے ارادے سے نکلا تومیرے والدین بقیدحیات تھے لیکن میں نے ان کی جدائی بھی گوارا کرلی، آمادۂ سفر ہوتے وقت میری عمر 22سال کی تھی۔آپ اپنے شہر طنجہ سے چل کر تلمان پہنچے اور فرمانروائے افریقہ سلطان ابو یحيٰی کے دوسفیروں، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن علی ابراہیم نفزاوی اور شیخ صالح ابوعبداللہ محمد بن الحسین بن عبداللہ قرشی زبیدی سے ملاقات کی۔ یہ دونوں بزرگ شہر تیونس میں عہدہ قضائے نکاح پر مامور تھے۔وہاں سے ایک قافلے کے ہمراہ الجزائر پہنچے۔یہاں سے ہوتے ہوئے وہ مصر اور فلسطین کے علاقوں پر مشتمل سلطنت مملوک (Mamlul Empire) کی حدود میں داخل ہوئے۔مصر میں چند روزہ قیام کے دوران انہوں نے تاریخی شہر اسکندریہ، غزہ اور قاہرہ کی سیاحت کی۔جزیرہ نما عرب جانے کے لئے صحرائے سینائی (Desert Sinai) کے مروجہ راستے کو اختیار کرنے کے بجائے انہوں نے بحیرہ احمر کے راستے جدہ جانے کا فیصلہ کیا، تاہم راستے میں مقامی قزاقوں کی لوٹ مار کی وجہ سے انہیں واپس آنا پڑا۔ چنانچہ وہ صحرائے سینائی کو پار کرکے ایشیا (فلسطین) میں داخل ہوئے اور فلسطین کے مقدس مقامات کی سیاحت کی اور شام کے راستے مدینہ منورہ سے ہوتے ہوئے مکہ معظمہ پہنچے اور مناسک حج ادا کئے۔

مکہ معظمہ میں قیام کے دوران ابن بطوطہ نے مغربی ایشیا کی سیاحت کا فیصلہ کیا۔ابن بطوطہ حاجیوں کے ایک قافلے کے ہمراہ عراق کے لئے روانہ ہوئے۔عراق کے شہر نجف سے ہوتے ہوئے وہ دریائے فرات کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے جنوب میں واقع بصرہ پہنچے۔عراق کی چند روزہ سیر کے بعد ایک قافلے کے ہمراہ ایران کی طرف سفر کا آغاز کیا اور جنوب مشرقی ایران میں واقع سلسلہ ہائے زاگروس (Zagros) میں داخل ہوئے۔مراکش کے خشک اور بنجر کوہ اٹلس میں زندگی گزارنے والے کسی افریقی باشندے کے لئے زاگروس کی برف پوش چوٹیوں کا نظارہ مبہوت کر دینے والا تھا۔(سلسلہ کوہ زاگرس یا سلسلہ کوہ زاگروس (Zagros Mountains) ایران اور عراق میں سب سے بڑی پہاڑی سلسلے کی تشکیل ہے۔سلسلہ کوہ کی کل لمبائی 1500 کلومیٹر ہے۔ سلسلہ کوہ زاگرس کا آغاز شمال مغربی ایران سے ہوتا ہے۔ یہ مغربی اور جنوب مغربی مرتفع ایران میں پھیلا ہوا ہے اور آبنائے ہرمز تک جاتا ہے)ابن بطوطہ نے اصفہان (Esfahan) اورشیراز کی سیاحت کی اور ایک بار پھر عراق میں آ گئے۔ انہوں نے بغداد شہر میں 13ویں صدی کے دوران چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان (Hulagu Khan) کے ہاتھوں ڈھائی جانے والی تباہی کا مشاہدہ کیا۔عراق کی سیاحت کے بعد انہوں نے ترکی کی سیاحت کی اورعراق کے راستے ہوتے ہوئے دوسری بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔

مصر میں اپنے قیام کے دوران ایک صاحبِ کرامات بزرگ سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسکندریہ کے اولیائے کرام میں جو اس زمانہ میں موجود تھے۔ امام وقت عالم یکتا زاہد ومتقی خدا سے ڈرنے والے ایک بزرگ برہان الدین اعرج تھے جن کا شمار وقت کے بہت بڑے عابدوں اور زاہدوں میں ہوتا تھا۔ اپنے زمانہ قیام اسکندریہ میں مجھے ان سے ملاقات کا موقع ملا تھا اور تین دن تک میں ان کا مہمان بھی رہا تھا۔ یہ بھی صاحب کرامات بزرگ تھے۔ میں ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم بلادو دُور ودراز کی سیاحت کروگے، تمہارا تمام بلاد کی سیاحت وگشت کا ارادہ ہے، میں نے عرض کیا ارادہ تو ہے حالانکہ اس زمانہ میں اس قدر ممالک دور دراز مثلاً ہند اور چین اور اچین (اچین، غالباً افغانستان یا اُس کے کسی علاقے کا نام تھا۔ آج بھی موجودہ افغانستان کے صوبہ ننگر ہار کے ایک ضلع کا نام اچین ہے۔ ناقل) وغیرہ کی سیاحت کا خیال بھی نہ تھا۔ فرمایا: ان شاء اللہ تم میرے بھائی فرید الدین سے ہندوستان میں، رکن الدین زکریا سے سندھ اور برہان الدین سے چین میں ضرور ملوگے، تو اُن سے میرا سلام کہنا۔ مجھے آپ کے اس ارشاد سے بڑا تعجب ہوا اور اس مسافتِ بعیدہ کا خیال کرکے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔غرض شیخ کے حسب ارشاد واقعی مجھے یہ سیاحت پیش آئی، ان مقامات میں میرا گزر بھی ہوا، اور ان حضرات سے ملا بھی، اور آپ کا سلام بھی ان حضرات تک پہنچا دیا۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ صفحہ 32-31۔ ناشر نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

ابن بطوطہ اُس زمانے میں دریائے نیل کے ذریعہ سفر کی رُوداد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’سمندر اور مصر (مقامی زبان میں قاہرہ کومصر کہتے ہیں۔ناقل) کے مابین نیل کے بہت سے شہر اور قصبے پاس پاس ایک دوسرے سے بالکل متصل ملتے ہیں۔مسافر نیل کو اپنے ساتھ کسی زادِ راہ کی ضرورت نہیں۔ جہاں دل چاہے اتر جائیے۔ وضو کرکے نماز پڑھئے۔ بھوک لگے تو ہر چیز موجود جو چاہے خرید لیجئے۔ اسکندریہ سے مصر تک، اور مصر سے اسوان تک مسلسل بازار ملتے ہیں۔‘‘

(سفرنامہ ابن بطوطہ مترجم صفحہ 42)

یاد رہے کہ مصر (قاہرہ) یُوں تو بہت ہی قدیم شہر ہے بلکہ دنیا کے قدیم ترین شہروں میں سے ایک ہے لیکن موجودہ قاہرہ خلافت فاطمیہ کے عہد میں تعمیر ہوا تھا اور یہ کام ایک غلام جوہر کا کارنامہ ہے جو سسلی کا نومسلم تھا اور جسے بارگاہِ خلافت میں وہ مرتبہ ملا جو کسی غلام کو کم ملا ہوگا۔ جوہر بہت بڑا فاتح بھی تھا۔ اس نے نہ صرف مصر چھینا، بلکہ بڑھتے بڑھتے شام تک پہنچ گیا اور یہ سارے علاقے خلافت فاطمیہ کے ماتحت کردیئے۔ جوہر کا کارنامہ صرف قاہرہ ہی نہیں ہے بلکہ جامع ازہر بھی اسی کی یادگار ہے۔

دوسری بار مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ابن بطوطہ یمن جانے والے ایک قافلے کے ہمراہ بحیرہ عرب کی مشہور بندرگاہ عدن پہنچے۔ اس زمانے میں گرم مسالوں کے یورپین اور عرب تاجر عدن کے راستے جنوبی ہندوستان کی بندرگاہ کالی کٹ جاتے تھے۔ ابن بطوطہ نے عدن کے بازاروں میں لونگ، دارچینی اور کالی مرچ کے ڈھیر دیکھے۔ چند ہفتوں بعد وہ بحیرہ احمر کو پار کرتے ہوئے صومالیہ پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے صومالیہ، کینیا، تنزانیہ اور تنزانیہ میں واقع جزیرہ زین زی بار کی سیر کی۔ اس کے بعد ابن بطوطہ نے تیسری مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ مکہ معظّمہ میں قیام کے دوران ابن بطوطہ کی ہندوستان کے بادشاہ سلطان محمد بن تغلق سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مکہ میں قیام کے دوران سلطان کے لئے مترجم کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس بار بھی مراکش واپس جانے کی بجائے ابن بطوطہ نے یورپ کی سیاحت کا فیصلہ کیا۔ اس مرتبہ ابن بطوطہ ترکی اور جنوب مشرقی یورپ (یونان، بلغاریہ، یوگوسلاویہ اور جنوبی اٹلی) پر مشتمل بازنطینی سلطنت (Byzantine Empire) کی حدود میں داخل ہوئے۔قسطنطنیہ میں بازنطینی حکمران اینڈ رونی کوس سوم (Andronikos III) سے ملاقات کی اور انہیں مشرق وسطیٰ کے سیاسی حالات سے آگاہ کیا۔ استنبول کے بعد ابن بطوطہ یوکرائن پہنچے۔ وہ دریائے وولگا کو پار کرکے بحیرہ کیسپین کے شمالی کنارے پر واقع روسی بندرگاہ استراخان (Aastrakhan) پہنچے۔ وہاں چند دن گزارنے کے بعد قازقستان سے ہوتے ہوئے ازبکستان میں داخل ہوئے۔

یاد رہے کہ اپنے ابتدائی سفر کے دوران انہوں نے مصر، شام اور حجاز کے متعدد شافعی المسلک فقہا اور جید علماء سے اکتساب علم کیا اور علم فقہ و قضا میں اپنی علمی قابلیت کو پروان چڑھایا۔ان کی سیلانی طبیعت نے انہیں سیر و تفریح پر آمادہ کیا اور انہوں نے طلب علم و تجارت کو حصول مقصد کا ذریعہ بناتے ہوئے ملک ملک سفر کا آغاز کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ ایک راستے سے دوبارہ نہیں گزریں گے۔ اُن کا شوق سفر اُنہیں کسی خاص علاقے تک محدود نہ کرسکا بلکہ وہ یمن کے دشوار گزار راستوں کو طے کرتے ہوئے مصر، بغداد، شام، عراق، ایران، ترکستان، ماوراء النہر (یہ وسطِ ایشا کے ایک علاقے کا نام ہے جس میں موجودہ ازبکستان، تاجکستان اور جنوب مغربی قازقستان شامل ہیں۔ ماوراء النہر کے اہم ترین شہروں میں سمرقند، بخارا، خجند اور ترمذ شامل تھے)، بلخ (قدیم بلخ خراسان کا ایک اہم ترین شہر تھا اور یہ موجودہ افغانستان کا سب سے قدیم شہر ہے) بدخشاں (شمال مشرق افغانستان اور جنوب مشرقی تاجکستان میں ایک تاریخی علاقہ ہے)، آذر بائیجان، عیسائیوں کے مرکزِ ثقافت قسطنطنیہ (قسطنطنیہ :استنبول کا پرانا نام ہے۔ یہ شہر یورپ اور ایشیا کے سنگم پر شاخ زریں اور بحیرہ مرمرہ کے کنارے واقع ہے اور قرون وسطیٰ میں یورپ کا سب سے بڑا اور امیر ترین شہر تھا۔ اُس زمانے میں قسطنطنیہ کو Vasileousa Polis یعنی شہروں کی ملکہ کہا جاتا تھا۔قسطنطنیہ سن 330ء سے 395ء تک رومی سلطنت اور 395ء سے 1453ء تک بازنطینی سلطنت کا دار الحکومت رہا اور 1453ء میں فتح کے بعد سے 1923ء تک سلطنت عثمانیہ کا دارالخلافہ رہا۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطان محمد فاتح نے اس شہر کا نام اسلام بول رکھا مگر ترکوں کو اسلام بول، بولنے میں مشکل ہوتی تھی اس لیے وہ استنبول کہتے تھے اسی وجہ سے اس کا نام استنبول پڑ گیا) تک بھی پہنچے اور بالآخر ہندوستان جا پہنچے۔ اپنے سفر کو انہوں نے طلب علم جبکہ تجارت کو حصول آمد کا ذریعہ بنایا۔ وہ جس علاقے سے گزرتے وہاں کے حکمرانوں، بادشاہوں، گورنروں، سلطانوں، علماء و صلحاء، امراء نیز اصحاب علم و فضل سے ملاقاتیں کرتے اور اُنہیں اپنے سفر کے تفصیلی حالات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اسفار کی دلچسپ داستانیں سناتے۔ اُس زمانے میں اخبارات اور معلومات کے دیگر ذرائع میسر نہیں تھے۔ اسلئے لوگوں کو دنیا کے زیادہ تر حالات سیاحوں اور تجارت پیشہ افراد کی زبانی معلوم ہوا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے سیاحوں کی داستانیں ہر طبقہ کے لوگوں کی دلچسپی کا باعث ہوتی تھیں۔

ابن بطوطہ مسلمان بادشاہ محمد بن تغلق کے زمانے میں سندھ کے راستے ہند آئے تھے۔ انہوں محمد بن تغلق کی علم دوستی اور علماء نوازی کی داستانیں سن رکھی تھیں اس لئے بادشاہ کے دربار میں جانے کے لئے سندھ کے راستے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ انہوں نے سندھ کے شہروں کو دیکھا اور یہاں کے علماء اور لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور بالآخر دلی جا پہنچے۔ سلطان محمد بن تغلق نے اُنہیں ہاتھوں ہاتھ لیا اور منصب قضا پر مامور کردیا۔ اس طرح اُنہیں سارے ہندوستان کی سیر و سیاحت کا اہم موقع میسر آگیا۔ سلطان نے انہیں سفیر بنا کر چین بھیجا تو اُنہیں چین کے علاقوں میں مسلمانوں کے طرزِ بود و باش جاننے اور اقتدار و اختیار کے ایوانوں سے واقفیت پیدا کرنے کا موقع میسر آگیا۔ وہ خاقانِ چین سے بھی ملے، اُنہوں نے چین کی تہذیب، ثقافت اور مدنیت کا بغور جائزہ لیا اور پھر ہندوستان واپس آگئے۔ ہندوستان کے مختلف شہروں کی سیاحت کے بعد وہ سیلان (ابن بطوطہ کے زمانے میں سری لنکا کا نام سیلان تھا جبکہ عرب اس خطے کو سراندیپ بھی کہتے تھے) گئے اور وہاں بدھوں کے قدیم آثار دیکھے، یہاں بھی اُنہیں سر آنکھوں پر بٹھایا گیا۔ وہ سراندیپ (سری لنکا میں سراندیپ نام کا ایک انتہائی دشوار گزار پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر مسلمانوں کے نزدیک حضرت آدمؑ کے پاؤں کا نشان بنا ہے۔ بدھ مت کے مطابق یہ نشان بدھا کا ہے اور ہندوؤں کے مطابق یہ نقش شیوا جی کا ہے) کی پہاڑی چوٹی پر پہنچے اور حضرت آدمؑ کے نقش پا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بالآخر 28 سالہ سفر کے اختتام پر اپنے علاقہ بربر (افریقہ یعنی مغرب اقصیٰ (موجودہ مراکش) واپس آئے تو اُن کی زندگی کے پچاس برس بیت چکے تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

مجھے خبر تھی مرا انتظار گھر میں رہا
یہ حادثہ تھا کہ عمر بھر سفر میں رہا

ابن بطوطہ کو اس طویل ترین سفر کے دوران جن خطرناک حالات اور سختیوں کا سامنا کرنا پڑا، وہ بذاتِ خود دکھوں بھری طویل داستان ہے۔ دوران سفر انہوں نے جن مشکلات کا سامنا کیا اُس کا کچھ اندازہ اُن کے سفر کے بالکل ابتداء میں پیش آنے والے ایک واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ وہ ایک شہر بوانہ سے سفر کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

سوداگروں کے قافلہ کے جو لوگ ہمارے ساتھ تھے انہیں یہیں چھوڑا کیونکہ راستہ خطرناک تھا۔ اب میں پھر تنہا تھا، نہ کوئی ساتھی نہ رفیق، دشوار گذار منزلیں طے کرتا، سخت و صعب، گھاٹیاں پار کرتا اور راستہ کی صعوبتوں کا مقابلہ کرتے برابر آگے بڑھتا رہا۔ لیکن پھر بخار میں مبتلا ہوگیا، خوف و دہشت کے باعث سواری سے اترنے کی ہمت نہ تھی۔ اور بیماری نے یہ سکت بھی باقی نہ چھوڑی تھی۔ آخر اپنے آپ کو خوب سواری سے باندھ لیا تاکہ کمزوری اور بیماری کے باعث گر نہ جاؤں، آخر گرتا پڑتا میں تیونس پہنچا۔

سفر میں ایسے کئی مرحلے بھی آتے ہیں
ہر ایک موڑ پہ کچھ لوگ چھوٹ جاتے ہیں

اہل تیونس شیخ ابو عبداللہ زبیدی اور ابوطیب وغیرہ استقبال کے لئے باہر آئے ہوئے تھے، یہ سب لوگ آپس میں بہت گرم جوشی اور تپاک سے ملے، علیک سلیک ہوئی، مگر چونکہ مجھ سے کوئی متعارف نہ تھا۔ اس لئے نہ کسی نے مجھے سلام کیا نہ کچھ پوچھ گچھ کی۔ اس سرد مہری نے میرے دل کو پارہ پارہ کر دیا، اور تو کچھ مجھ سے نہ ہوسکا، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ بعض حاجیوں نے میرے اس شدّت احساس کا اندازہ کرلیا۔ وہ میرے پاس آئے سلام کیا، مزاج پرسی کی اور دل جوئی کی باتیں کرنے لگے۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ (مترجم) صفحہ 23-22۔ ناشر نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی)

ابن بطوطہ نے اپنے طویل سفر کے دوران متعدد شادیاں بھی کیں۔ انہیں نئی نئی شادیاں کرنے کا بہت شوق تھا۔ طویل سیاحت کے دوران جہاں جی چاہا شادی رچالی پھر طلاق۔

(سفرنامہ ابن بطوطہ (مترجم) صفحہ 26 حاشیہ)

ابن بطوطہ کے سفرنامے سے متعلق دو غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ بعض تاریخ سے ناواقف ذرائع نے لکھا ہے کہ ابن بطوطہ اپنے سفر کے اختتام پر ایران پہنچے اور انہوں نے ایرانی بادشاہ ابوعنان فارس کے کہنے پر اپنا سفرنامہ لکھا جبکہ تاریخی اعتبار سے یہ بات غلط ہے۔ شاید ابوعنان کے نام سے جڑے ’’فارس‘‘ کے لفظ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی ہے کہ وہ ایران کا بادشاہ تھا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ابوعنان فارس، ایران کی بجائے مراکش کا سلطان تھا۔ وہ 1329ء میں مراکش میں پیدا ہوا اور 1348ء میں اپنے والد ابوالحسن ابن اوتھان کی وفات کے بعد مراکش کا حکمران بنا۔

ابن بطوطہ کے سفرنامے سے متعلق دوسری غلط فہمی، ابن جوزی کے نام سے متعلق ہے۔ بعض ذرائع نے مشہور عراقی عالم، شاعر اور مورخ علامہ ابن جوزی کو ابن بطوطہ کے سفرنامے کا مصنف لکھا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن جوزی، ابن بطوطہ کے دنیا میں آنے سے لگ بھگ سو سال پہلے انتقال کرچکے تھے۔ اُن کا زمانہ 1116ء سے 1206ء کے درمیان ہے جب کہ ابن بطوطہ کے سفرنامے کے مصنف ابن جوزی الکلبی کا زمانہ 1321ء سے 1357ء کے درمیان ہے۔

ماخذ: سفرنامہ ابن بطوطہ۔ مترجم رئیس احمد جعفری۔ ناشر نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی۔ طبع پنجم: دسمبر 1986ء

https://www.urduweb.org/mehfil/threads/93057

محمد داؤد بھٹی۔ مبلغ سلسلہ یوگنڈا

مطالعہ کتب ایک مفید صحبت

آج کل ہر گھرانہ ہر خاندان اور والدین اپنے بچوں کے لئے پریشان ہیں اور ذہنی طور پر تفکرات میں مبتلا ہیں۔ ہر ایک کی زبان پر ایک ہی لفظ ہے کہ کرونا نے زندگی اجیرن کردی ہے۔ حقیقت میں کوئی ابتلا کوئی آزمائش اور بیماری اپنی ہی کارستانیوں کی وجہ سے آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک فقرے کا مفہوم یہ ہے جب بھی تم تکلیف اٹھاؤ گے اپنے ہاتھوں سے اٹھاؤ گے۔ اور کسی بزرگ نے خوب کہا ہے کے ہر ابتلاء اور آفت میں ایک پنہاں خزانہ محفوظ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے جب مومنوں سے کوئی خطا ہوتی ہے تو وہ استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کو کھول دیتا ہے اور وہ اپنی غلطی پر آتے ہیں۔

ان دنوں کو ہم اس رنگ میں اپنے لیے استعمال کرسکتے ہیں کہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں اور اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ تعلق جوڑیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ ذاتی قربت پیدا کرسکتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے احکام ہے ان پر غور وفکر کریں اپنے ذاتی اور گھریلو مسائل پر غور وفکر کرنے کا موقع اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی عبادت دل جمی سے کریں اور مسلم کی یہ حدیث کہ میرے لئے مسجد بنا دی گئی یا سجدہ گاہ بنادی گئی ہے اس کا ایک عالمی ظہور ہوا ہے لوگوں نے مسجدوں کے علاوہ گھروں کو اپنی عبادت گاہ بنالیا اور دنیا کے ہر گھر میں ایک عبادت گاہ بن گئی۔ والدین اپنے بچوں کے لئے بن گئے اور بچے ان کی آنکھوں کے سامنے تربیت میں پروان چڑھنے لگ گئے وہ دوریاں جو شیطان نے ماں باپ اور بچوں کے درمیان پیدا کی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو دوبارہ ملا کر ان کی زندگی میں سکون پیدا کردیا تو یہ ایک ابتلاء بہت ساری خوشیوں کا باعث بھی بنا ہے۔ ان دنوں میں بجائے اس کے کہ ہم ٹی وی پروگرام اور انٹرنیٹ کے تماشائی بن جائیں ہمیں کتابوں کی طرف بھی رخ کرنا چاہیے کتاب آپ کا بہت ہی مفید ساتھی ہے آپ کی اصلاح خاموشی سے کرتا ہے آپ کو علم وحکمت کی باتیں ہر محفل میں بتاتا ہے آپ کے لیے علم کے دروازے کھولتا ہے۔ مفید کتب آپ کو کبھی دھوکا نہیں دیتیں اور ہمیشہ آپ کی زندگی کو سنوار دیتی ہیں۔ کلام اللہ احادیث مبارکہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی کتابیں آپ کی روحانی پیاس کو بجھاتی ہیں اور مفید روحانی صحبت بھی عطا کرتی ہیں۔ اگر کسی کی خواہش ہے کہ وہ جانے کہ خدا تعالیٰ کس طرح کام کرتا ہے اور اس کا انداز گفتگو کیا ہے تو وہ قرآن کریم کو پڑھ لے۔ اگر کسی کی خواہش ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے تو وہ احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرکے دیکھ لے۔ اگر کسی کی خواہش ہو کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محفل سے لطف اندوز ہو تو ملفوظات کا مطالعہ کرے اگر وہ چاہتا ہے کہ دیکھے کہ امام علیہ السلام کا انداز تحریر کیا تھا تو حضور اقدسؑ کی کتابوں کا مطالعہ کرکے دیکھ لے اسے انداز تحریر بھی مل جائے گا اور مخالفین کے منہ دلائل کے ذریعہ سے کس طرح بند کیے جاتے ہیں اس کا علم اور تجربہ بھی ہو جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے جام بھی پیے گا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کا عاشق بھی ہو جائے گا اسی طرح خلفائے کرام کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے جدید دور کے اعتراضات کے جواب کا بھی مواد اسے مل جائے گا۔ اور اس کے ایمان کا درخت ہمیشہ سرسبز اور ثمر آور رہے گا۔ دوران مطالعہ وہ روحانی کیفیات کا مشاہدہ کرے گا کبھی اس کے آنسو خدا کی محبت میں نہیں گے اور کبھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ڈوب کر درود شریف پڑھے گا۔ کبھی صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم کی محبت اور قربانیوں کا مزہ اٹھائے گا اور ان جیسا بننے کی کوشش کرے گا کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء کا انداز مبارزہ اور آپ کی تحریریں اس کو دین کی فدایت کا درس دیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی کتب سے اسے توکل اللہ کی مثالیں ملیں گی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے انداز بیان اور انداز تحریر سے خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی تاثیرات جلوہ گر ہوں گی۔ اسی طرح دوسرے خلفائے کرام کی کتب اس کے اندر خلافت کی محبت گرمی پیدا کردیں گی۔ وہ خلافت کا فدائی بن جائے گا اور پھر خلافت کا سلطان نصیر بھی بن جائے گا۔ جب ان وجودوں کی کتب کا کوئی مطالعہ کرتا ہے تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات خوابوں میں ان وجودوں سے کرا بھی دیتا ہے اور اس شخص سے بڑا خوش قسمت کون ہوسکتا ہے جو ان بزرگوں سے خوابوں میں بھی ملاقات کرلے اور ان کے نقش کو ان کے چہروں کے نور کو خود مشاہدہ کرلے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

عبدالہادی قریشی۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن سیرالیون

سیرالیون لنگے ریجن میں مسجد کا افتتاح اور تقریبِ آمین

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت سیرالیون کو مؤرخہ 9/جون 2021ء بروز جمعرات، لنگے ریجن میں ایک نئی تعمیر شدہ مسجد کے افتتاح کی توفیق ملی۔ الحمد للہ

یہ مسجد لنگے ریجن کی کاماسونڈو Kamasondu چیفڈم کی جماعت Bundulai بنڈولائی میں تعمیر ہوئی ہے۔ اس علاقہ میں جماعت کا نفوذ چار سال قبل ہمارے ایک مقامی معلم مکرم ابوبکر فؤاد صاحب کے ذریعے ہوا۔ مسجد کا سنگِ بنیاد مؤرخہ 14/ نومبر کو مکرم میر وسیم الرشید صاحب مبلغ سلسلہ لنگے ریجن نے ایک سادہ تقریب میں رکھا جبکہ اس کے تعمیری کام کی نگرانی کی سعادت مکرم سفیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ پورٹ لوکو ریجن کو حاصل ہوئی۔ علاقہ کے لوگوں نے مسجد کی تعمیر میں وقارِ عمل کے ذریعے حصہ لیا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَحْسَنَ الْجَزَآءِ۔

مسجد کا کل احاطہ 3/ ٹاؤن لاٹ ہے اور مسقّف احاطہ 30 × 40 فٹ ہے اور اس میں تقریباً 300 نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مسجد کے ساتھ نمازیوں کے وضو کرنے اور علاقہ کے لوگوں کو پینے کا صاف پانے مہیا کرنے کے لئے ایک ہینڈ پمپ بھی لگایا گیا ہے۔

افتتاح کی تقریب کا باقاعدہ آغاز دن گیارہ بجے مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر جماعت سیرالیون کی صدارت میں تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا۔ جس کے بعد مہمانوں کا تعارف کروایا گیا۔ اس موقع پر مکرم محمد مؤرث کمارا صاحب مبلغ سلسلہ نے آمد مسیح و مہدیؑ کے عنوان پر ایک تقریر کی۔ مکرم امیر صاحب نے حاضرین کے سوالات کے جواب دئے۔ الحمد للہ یہ پروگرام تبلیغ کا ایک بہترین ذریعہ ثابت ہوا۔

مکرم امیر صاحب نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کرنے والوں سے قرآنِ کریم سُنا اور ان میں اسناد تقسیم کیں۔ کل چار بچوں کو قرآنِ کریم کا پہلا دور مکمل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مکرم امیر صاحب نے فیتہ کاٹ کر مسجد کا باقاعدہ افتتاح فرمایا اور دعا کروائی جس کے بعد مسجد میں نمازِ ظہر باجماعت ادا کی گئی۔ نماز کے بعد حاضرین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اس بابرکت پروگرام میں 12 جماعتوں کے نمائندوں، متعدد غیر از جماعت امام اور احباب سمیت اڑھائی صد سے زائد افراد نے شرکت کی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کو حقیقی نمازیوں سے آباد رکھے۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

روزانہ جہاں دن چڑھنے پر قرآنی دعا وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا (بنی اسرائیل : 81) اور حدیث رَبِّ اَسْئَلُكَ خَیْرَمَا فِیْ ھٰذَاالْیَوْمِ پڑھیں وہاں کیلنڈر سے روزانہ کی تاریخ بدلتے ان دعاؤں کے ساتھ دن کے بابرکت ہونے کے لیے اپنی زبان میں دعائیں بھی کی جاسکتی ہیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ آپ کیلنڈر کے پاس کھڑی ہو کر اس دن کی تاریخ پر انگلی رکھ کر دن کے مبارک ہونے کے لیے دعا کیا کرتی تھیں۔

طلوع وغروب آفتاب

10جولائی2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:18	19:07
مدینہ منورہ	04:10	19:14
قادیان	03:53	19:37
ربوہ	03:33	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	03:30	21:17